تلاوتِ قرآن کی تصحیح اور دُرستی کی اہمیت وضرورت

مفتی محمد عاصم کمال قاسمی
اعظم گڑھ، انڈیا

قرآن کریم باری تعالیٰ کا کلام ہے، رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ، کتابِ ہدایت اور دستورِ حیات ہے، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''القُرْاٰنُ کتابُ کلِّ عَصْرٍ''، ''قرآن ہر زمانہ کی کتاب ہے۔'' اس کے الفاظ کے ساتھ معانی کے تحفظ کا ذمہ قدرتِ خداوندی نے لیا ہے: ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ''، ''ہم نے ہی قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' یہی وجہ ہے کہ صدیوں بعد بھی کسی لفظ اور کسی حرکت میں ذرا کمی بیشی واقع نہیں ہوئی اور ہمارا عقیدہ ہے کہ تا صبحِ قیامت قرآن یوں ہی محفوظ رہے گا؛ کیوں کہ قرآن نہ صرف مذہبی کتاب؛ بلکہ پوری انسانیت کے لیے قانونِ زندگی ہے، وہ مقدس اور عظمت وہیبت والا کلام ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جب تلاوت شروع کرتے تو بے ہوش ہوکر گر جاتے اور بے ساختہ اُن کی زبان پر جاری ہوتا: ''هذا كلام ربي، هذا كلام ربي''، ''یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے۔'' درحقیقت یہ رب العالمین کے فرمودات ہیں، قرآن کا شغل سب سے مقدس اور اس کی تلاوت باعثِ ثواب ہے، طہارتِ باطنی اور تزکیۂ قلب کا بہترین سامان ہے۔

تعلیمِ قرآن

قرآن کے نزول کے وقت مکہ مکرمہ میں پڑھے لکھے بہت کم تھے، قرآن جس قدر نازل ہوتا مسلمان اس کو یاد کرنے کا اہتمام کرتے؛ چنانچہ عہدِ نبوت سے اب تک اُمت نے ہر دور میں تعلیمِ قرآن پر توجہ دی ہے اور جس طرح اس کے الفاظ کا فہم حاصل کیا، اسی طرح اس کے معانی کی بھی مکمل تصحیح کی فکر رکھی ہے؛ قرآن کریم کے تعلیم وتعلّم کے سلسلے میں جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ.'' (البخاری، ابوداؤد) یعنی: ''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔''

اس حدیث کے ذیل میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''کلام پاک چوں کہ اصل دین ہے، اس کی بقا واشاعت ہی پر دین کا مدار ہے، اس لیے اس کے سیکھنے اور سکھانے کا افضل ہونا ظاہر ہے ...... اس کا کمال (درجہ) یہ ہے کہ مطالب ومقاصد سمیت سیکھے اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ فقط الفاظ سیکھے۔''

تلاوتِ قرآن کریم

انسانی ضابطہ ہے کہ جو شئے جتنی اہم اور قابلِ عظمت ہوتی ہے اُس کے آداب وحقوق بھی اسی قدر زیادہ ہوتے ہیں، اس کی شان کے مطابق اس کا پاس ولحاظ بھی لازم ہوتا ہے، اس میں کسی قسم کی ادنیٰ غفلت اور اس کے حقوق سے ادنیٰ لاپروائی بڑی محرومی کا سبب بن سکتی ہے، اور قرآن مجید جب کلام الٰہی ہے تو اس کے مقام ومرتبہ کا اندازہ انسانی وسعت سے خارج ہے، لہٰذا اس کتاب مبین کے حقوق ومراتب کی مکمل ادائیگی عامۃ الناس کی سکت سے باہر ہے؛ البتہ اس کے بہت سے ظاہری وباطنی آداب وحقوق ہیں، جن کی رعایت اس مقدس کتاب سے استفادہ کو آسان بنادے گی اور جب کہ یہ محبوب کا کلام ہے اور ہر عاشق مضطر کو اس سے زیادہ کس بات میں خوشی ہوگی کہ محبوب کے کلام سے شغل حاصل ہوجائے، اس سے سرگوشی کی سعادت نصیب ہوجائے اور محبوب بھی ایسا قدردان کہ سب سے زیادہ توجہ سے کلام کو سنتا ہے:

''عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضي الله عنه قالَ: قالَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: اَللّٰهُ اَشَدُّ اُذُنًا إِلٰى قَارِئِ الْقُرْاٰنِ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ اِلٰى قَيْنَتِهٖ.'' (ابن ماجہ، حاکم)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''حق تعالیٰ شانہ قرآن پڑھنے والے کی آواز کی طرف اس شخص سے زیادہ کان لگاتے ہیں جو گانے والی باندی سے اپنا گانا سن رہا ہو۔''

تلاوتِ قرآن کے سلسلے میں پہلا حق یہ ہے کہ خوش الحانی سے پڑھے، عربی لہجہ میں پڑھنے کی کوشش کرے، گانے کی شکل پیدا نہ ہو، خوب بنا سنوار کر مکمل دلچسپی سے پڑھے؛ کیوں کہ نظم قرآن کی عمدگی اور آیاتِ قرآنی کا لاثانی اندازِ بیان لامحالہ طبیعت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ارشاد ہے:

''اِقْرَئُوْا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِهَا.'' (شعب الایمان)

''قرآن کو عرب کے لہجے اور ان کی آواز میں پڑھو۔''

ایک اور روایت میں ارشاد ہے:

''حَسِّنُوْا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ؛ فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا'' (شعب الایمان)

''اچھی آواز سے قرآن کو پڑھا کرو؛ کیونکہ اچھی آواز قرآن کے حسن کو بڑھا دیتی ہے۔''

اور چوں کہ قرآن حکیم جس زبان (عربی) میں نازل ہوا ہے، وہ دنیا کی سب سے قدیم اور وسیع زبان

ہے۔اس کے الفاظ اور حروف میں بڑی نزاکت ہے، بلکہ کسی قدر تکلف بھی ہے اور سنجیدہ وسلیم طبیعت اور پاکیزہ ذوق کی حامل ہے، اس لیے اس کی نزاکت کا تحمل بہت آسان نہیں، اس کے الفاظ وکلمات کو صحیح طور پر ادا کرنا غیر اہلِ زبان کے لیے مستقل ریاضت اور مشق کا متقاضی ہے؛ لہٰذا تلاوتِ قرآن میں حروف کی مکمل ادائیگی، ہر ہر لفظ کا درست تلفظ، کلمات کی رخوت وشدت کا خیال، تجوید کے ضروری قواعد اور مخارج وصفات کی رعایت از حد ضروری ہے؛ چنانچہ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کیسی ہوتی تھی؟ تو حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی صفت بیان کی تو انھوں نے ایسی قراءت بیان کی جس کا ایک ایک حرف واضح کیا گیا تھا۔(جامع الترمذی: ۲۹۲۳)

تصحیحِ قرآن کی ضرورت

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برائے استفادہ، یا اس سے متعلق یا ان سے ماخوذ جن علوم کی ترتیب عمل میں آئی ان میں ایک اہم فن ''علمِ تجوید وقراءت'' ہے اور یہ فن اس اعتبار سے بھی مہتم بالشان اور قابلِ عظمت ہوگیا کہ اس کا تعلق بلاواسطہ الفاظ وکلماتِ قرآن سے ہے۔علومِ اسلامیہ میں اس علم کو کافی اہمیت حاصل رہی، قرونِ اولیٰ سے اب تک اس علم کی خدمت کرنے والے اور اس کو پروان چڑھانے والے ہر دور میں رہے، اور ساری اُمت کی جانب سے اس فرض کی کفایت فرماتے رہے، اور عامۃ المسلمین کو اس بات کی تلقین اور تبلیغ کرتے رہے کہ بحیثیت مسلم ممکن حد تک اس فریضہ کو انجام دیتے رہیں۔

''تجوید'' کا لغوی معنی تحسین وعمدگی ہے، اور ''ترتیل'' کے معنی ہیں ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا، اہلِ اُصول کے یہاں فنِ تجوید کا حاصل یہ ہے:

''قرآن کریم جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، جس طرح آپ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو پڑھ کر سنایا، جس ادائیگی اور نہج سے اس کی تلاوت فرمائی اور جس طریقے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے سیکھ کر اس کو پڑھا اور یوں قرآن آپ سے منقول ہوکر صحابہ رضی اللہ عنہم کے واسطے سے ساری دنیا میں نسل در نسل تواتر وتسلسل کے ساتھ پڑھا جارہا ہے، اسی اندازِ قراءت کا نام فنِ تجوید ہے۔'' (علم التعریفات)

اور زبانِ مبارک (صلی اللہ علیہ وسلم) سے صادر اسی کیفیتِ مخصوصہ کو اختیار کرنا اور بقدرِ استطاعت اس نہج پر تلاوت کرنا ضروری ہے؛ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً'' (سورۂ مزمل)

''اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر، صاف صاف اور عمدہ طریقے پر پڑھو۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ''ترتیل'' کی تفسیر تجویدِ حروف اور معرفتِ وقوف سے کی ہے۔ (الإتقان في

علوم القرآن)

''اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ'' (البقرۃ:۱۲۱)

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں، جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔''

یعنی آداب ومخارج کی رعایت کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ علامہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد جزریؒ نے متعدد طرق سے اس کے وجوب کو ثابت کیا ہے، ''المقدمة الجزرية'' میں اُن کا مشہور قول ہے:

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَّازِمُ مَنْ لَمْ یُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمُ
لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَ وَهٰکَذَا مِنْهُ اِلَیْنَا وَصَلَ

یعنی تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنا بہت ضروری ہے، جو قرآن تجوید سے نہ پڑھے گنہگار رہے؛ کیوں کہ اسی شکل میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا اور اسی شکل میں ہم تک پہنچا ہے۔

علامہ ابن جزریؒ نے مزید فرمایا: ''تجوید تلاوت کا زیور اور قراءتِ قرآن کی زینت ہے، یعنی ہر لفظ کو اس کا حق اور مرتبہ دینا، جو کلمہ جس حصہ سے نکلتا ہے اس کو وہیں سے ادا کرنا اور اسی مخرج سے نکالنا اور بلا کسی سختی اور مشکل کے اس کو صحیح صحیح پڑھنا اور مکمل لطافت کے ساتھ اس کی ادائیگی کرنا۔'' (النشر في القراءات العشر)

قرآن وحدیث میں تلاوت کی درستگی کی تاکید ملتی ہے، قرآن کریم کو خوش الحانی اور درست ادائیگی کے ساتھ پڑھنے کی کوشش ایمانی تقاضا اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے؛ لہٰذا قرآن عمدہ انداز میں پڑھنے کی فکر ہونی چاہیے، جتنا علم ہو مزید کی سعی جاری رہے، حروف کی مکمل ادائیگی ہو، جو حروف ایک جیسے مخرج کے ہیں بالخصوص ان کی ادائیگی میں کسی قدر تکلف سے کام لے، مثلاً: ''وَلَا الضَّآلِّیْنَ'' میں ''ض'' کو نہ ''ظ'' پڑھے، نہ ''ذ''، اسی طرح ''س'' اور ''ش'' میں فرق رکھے، ''ز'' اور ''ج'' میں امتیاز قائم کرے، ''ہمزہ'' اور ''ع'' ہر ایک کو اس کے مخرج سے ادا کرے، دونوں کو خلط ملط نہ کرے، جو حروف حلق سے نکلتے ہیں ان میں زیادہ مشق اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے، حروفِ صفیریہ (ز، س، ص) کو سمجھے۔ دیگر تجوید کے قواعد اور اصول کو سیکھے اور ان کی روشنی میں عمدہ سے عمدہ قرآن پڑھ کر سعادتِ دارین کا حقدار بن جائے؛ ورنہ بہت سے مواقع پر حروف کی غلط ادائیگی اور اس کا صحیح تلفظ نہ کرنے سے بسا اوقات کلمہ عربیت سے نکل جاتا ہے اور اس سے معنی کا فساد لازم آجاتا ہے اور اس سے نماز بھی باطل ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔ اسی سبب جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُهٗ'' (احیاء علوم الدین) یعنی ''بہت سے لوگ قرآن کی تلاوت اس انداز سے کرتے ہیں کہ قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے۔''

تمام اصلاحی حلقے، علمی واسلامی ادارے جہاں معانی ومطالبِ قرآن کو اپنا نصب العین بناتے ہیں وہیں الفاظِ قرآن اور تصحیحِ حروف، تجوید وترتیل کو بھی توجہ کا مرکز بناتے ہوئے ضرور نظر آتے ہیں، مدارس میں

شعبۂ تجوید کا قائم ہونا، خانقاہوں اور دعوتی راہوں میں تصحیحِ قرآن کے حلقوں کا لگنا اور از حد اُن کا اہتمام کرنا بالیقین اس علم کی اہمیت پر غماز ہیں، اور جب علماء وفضلاء، طلبۂ مدارس اور دین سے وابستہ اور دینی میدانوں میں سرگرم اشخاص قرآن کی تصحیح کے اتنے محتاج ہیں تو ایک عامی مسلمان کو اس کی کتنی سخت ضرورت ہوگی؟ اس کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

لمحۂ فکریہ

مسلمان تاریخ کے جس موڑ پر ہے، یقیناً وہ خدا اور کلامِ خدا سے بے زاری کی راہ دکھاتا ہے، اسباب اور مادیات کا داعی ہے، دنیوی تأثرات الحاد ولادینیت کی وادیِ تیہ میں بھٹکایا جا رہا ہے، کامرانی کے عنوان پر ذلت وپستی کا سامان کیا جا رہا ہے، مذہب کو ایک رسم ادائیگی کی چیز باور کرایا جا رہا ہے اور مسلمانوں کے ظاہری وباطنی احوال، اقوال وافعال ان کی متاعِ اخروی کو سلب کرنے کے موجب ہیں، اس تناظر میں ''کتابِ خداوندی'' کا تعلق اور اس کا شغل ہی باعثِ نجات ہوسکتا ہے؛ بلکہ ہر زمانہ میں قرآن کا شغل سببِ نجات ہے، اس کے سوا تنگی اور ہلاکت ہی ہے؛ قرآن کے پیغام کو جان کر اس پر عمل پیرا ہونا، ہر ممکن طریقہ سے اس کا حق ادا کرنا، اس کا ادب واحترام اور اس کی درست تلاوت وقت کا اہم تقاضا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ ایک شفیق باپ اپنی نسل کی افزائش میں اور اپنی اولاد کے تابناک مستقبل کے لیے ہر خواب سجاتا ہے، اس کے لیے ترقی کا ہر خیالی محل تیار کرتا ہے، مگر کبھی اس جانب توجہ ہوئی کہ اس نسل میں قرآن کتنا محفوظ ہے؟ آنے والی بہو کے سارے اعمال واطوار جانچے جاتے ہیں، خاندان سے مکان تک، عزت سے سامان تک، ناک کی نتھ سے پاؤں کے پایل تک، اسکول سے کالج تک، قد اور طوالت وحجم اور سارے اُمور کا بغور اور بہت دلچسپی سے جائزہ لیا جاتا ہے کہ کہیں نئی نسل میں کوئی نقص نہ رہ جائے؛ لیکن کبھی اس جانب التفات ہوتا ہے کہ اس اساسِ نسل میں قرآن (جو ہر کامیابی کا راز ہے) کتنا زندہ ہے؟! وہ قرآن پر کتنی عامل اور اس کی تلاوت کیسی ہے؟! وہ کیسا اور کتنا قرآن پڑھ لیتی ہے؟! ہماری اگلی نسل کو قرآن سکھا سکے گی یا نہیں؟! خانگی امور میں اس کی مہارت کا امتحان ضرور ہوتا ہے؛ لیکن کبھی اس کی تلاوت نہیں دیکھی جاتی، اس کا قرآن نہیں سنا جاتا کہ حروف کی ادائیگی کیسی ہے (کہ درستگی کی شکل میں استفادہ، ورنہ اصلاح وتصحیح کی فکر ہو) بہو، بیٹوں کی نافرمانی کی شکایت کرنے والے ذرا غور کریں کہ انھوں نے قرآن کے حوالہ سے کتنی اور کیسی ذمہ داری نبھائی ہے؟

تصحیحِ تلاوت کی شکلیں

① - موجودہ دور میں تصحیحِ تلاوتِ قرآن کی سب سے مؤثر شکل یہ ہے کہ کسی اچھے عالم سے جو قرآن کو صحتِ مخارج اور ادائیگی حروف کے ساتھ پڑھے، یا کسی اچھے حافظ سے جو قرآن درست پڑھتا ہو حروف

کی تصحیح کی جائے۔

②- قرآن کی صحیح تلاوت اور حروف کی صحیح ادائیگی انتہائی آسان ہے، اگر اُردو زبان پر گرفت ہو تو علماء اور قراء کرام نے سہل، اور عوامی انداز میں تجوید اور مخارج کی کتابیں لکھی ہیں جن سے بہت آسانی سے استفادہ کر کے حروف کی تصحیح ممکن ہے۔

③- مختلف علاقوں میں تصحیحِ قرآن کے حلقے اور مجلسیں قائم ہیں، ان سے مربوط ہو کر اس اہم ذمہ داری سے سبک دوشی ہو سکتی ہے۔

④- وسائل کی فراوانی اور ایجادات کے اس دور میں کسی چیز کا سیکھنا مشکل نہیں رہا، بہت آسانی سے لوگ اپنی ضرورت کا علم حاصل کر لیتے ہیں، حتیٰ کہ اپنی اغراض کے تحت مختلف زبانوں اور ان کی بولیوں کے بھی ماہر بن جاتے ہیں، تو کسی عالم کی رہبری میں ان چیزوں سے فائدہ کیوں نہیں اُٹھایا جا سکتا ہے؟

⑤- سب سے آسان اور مؤثر شکل یہ ہے کہ ''نورانی قاعدہ'' کی مشقوں کے ذریعے حروف کی ادائیگی درست کی جائے۔

⑥- مختلف اماموں کی قراءت اور ان کی آواز میں مکمل قرآن موبائل فون اور نیٹ پر موجود ہے، روزانہ تھوڑا سا وقت فارغ کر کے اس کو سنا جائے اور اس جیسا پڑھنے کی کوشش کی جائے تو ان شاء اللہ ایک اچھی اور مفید پہل ثابت ہوگی۔

⑦- پھر یہ کہ حروفِ تہجی کل انتیس ہیں جن میں سے بعض بہت آسان ہیں، جیسے: د، م، ن وغیرہ۔ ان کی درست ادائیگی انتہائی سہل ہے؛ لیکن عربی سے ناواقف یا دوسری زبان (مثلاً: ہندی، انگلش) جاننے والوں کے لیے سب سے زیادہ دقت متشابہ الفاظ اور قریب المخارج کلمات میں پیش آتی ہے اور اس وقت اُن کے لیے اس کی ادائیگی مشکل اور ان میں امتیاز پریشان کن ثابت ہوجاتا ہے، جیسے: ج، ذ، ز، ض، ظ، ان سب کا مخرج اور پڑھنے کا طریقہ جدا جدا ہے۔ اسی طرح: س، ش، ص وغیرہ؛ البتہ دو چار مرتبہ کی مشق اور توجہ سے ان حروف کی صحیح پہچان کر لیں، ان کی ادائیگی کا درست طریقہ معلوم کر لیں، پھر اسی کے مطابق قرآن کی تلاوت کے وقت ان کی رعایت ہو تو ان شاء اللہ بہت آسانی کے ساتھ اور بہت جلد یہ مسئلہ حل ہوجائے، اور اُمت کی ایک بڑی تعداد اپنے رب کا کلام درست پڑھنے لگے، اور یہ عمل رحمتِ باری کے نزول کا سبب ہو؛ جس کے لیے شوقِ معتبر چاہیے اور بس!

(بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند)

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....